رجسٹرڈ ڈایں نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعہ کو قادیان دارالامان

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر و پروپرائیٹر مرزا قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۸

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح مع رفقاء سفر بخیر و عافیت ڈلہوزی میں ہیں۔ اور آگے کسی قریب کے پہاڑ پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خط و کتابت کا پتہ یہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی۔ فاروق کے خریدار و قرب و جوار کے احباب کو بھی اطلاع دیں۔ کیونکہ بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ ہمیں ایڈریس معلوم نہیں۔ یوں تو قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے بھی حضور کو پہونچ جاتا ہے۔

جمعہ کے روز مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ بمعیت جماعت احمدیہ بارش کے لئے دعا کی تھی۔ جس پر الحمد للہ کہ شب و روز میان ۱۴ و ۱۵ جولائی کو خوب بارش ہوئی۔ گرمی کی شدت جاتی رہی۔ اور اسوقت سرد ہوا چل رہی ہے۔

نماز عید۔ عید گاہ قدیم میں ۹½ بجے مولانا سید سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ عورتیں بھی عید گاہ میں حسب سنت نماز پڑھنے کے لئے گئیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا جواب

ڈلہوزی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک آزاد خیال عیسائی ملاقات کے لئے آیا۔ اثناء گفتگو میں اس نے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ اسلامی مساجد تو اس حد تک آزاد ہیں کہ نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہ طریق تھا کہ مذاہب کے تخالف کو دور کر کے اتحاد پیدا کر دیا جائے۔

اس پر عیسائی نے کہا کہ آنحضرتؐ کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح عیسائیوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ اس لئے ایسی اجازت دیدی ہوگی۔ یہ ایک بہت بیجا اور بے باکانہ حملہ تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے یہ تقریر فرمائی۔ ایڈیٹر۔

حضرت۔ یہ تو اب بھی ہم چاہتے ہیں۔ اور نہ صرف عیسائیوں کے لئے۔ بلکہ کل دنیا کو چاہتے ہیں۔ کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاوے۔ مگر آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان امور میں جو انسان مذہباً کرتا ہے۔ نیت پر بحث نہیں ہوتی ساری مدار ہے۔

چاہیئے۔ اس طرح پر اگر ہر بات میں اغراض نکالے جاویں۔ تو دنیا میں نہ کوئی نیکی رہ سکتی ہے نہ کوئی اخلاق نہ احسان۔ ایک شخص باپ کو کہہ سکتا ہے کہ محض شہوت رانی کے لئے اس نے ایک فعل کیا۔ اس کا کیا حق باقی ہے۔ یہ نہایت ہی مکروہ اور غلط طریق ہے اس طرح نیکیوں کو ضائع کرتا ہے۔ اور تمام اچھی باتوں کو معدوم کرنا۔ اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہر شخص کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر اسکی نیت پر حملہ کرنا محض اپنے فائدہ کے لئے ایسا کہنا درست نہیں آپ جو کہتے ہیں کہ مذاہب کے مخالف میں نقصان ہے۔ اگر ایسا ہو جائیں تو آپ کو فائدہ پہنچیگا یا نہیں؟

عیسائی۔ ہاں۔

حضرت۔ تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ ذاتی غرض اور فائدہ کے لئے ایسا کہتے ہیں۔ پس جہاں وسیع فائدہ کو مدنظر رکھا جاوے وہاں ذاتی فائدہ کے خیال کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر اسے زیر بحث لایا جاوے تو دنیا میں نہ کوئی نیکی رہتی ہے۔ اور نہ اخلاق نہ کوئی باپ باپ اور ماں ماں۔ اور کوئی تعلقات قائم نہیں رہ سکتے۔ سارا انتظام تمدن اور اخلاق کا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک مذہب والا اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے۔ کہ وہ مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ تو اس کی یہ غرض لازمی ہے کہ وہ چاہے کہ ساری دنیا اس میں شامل ہو۔ اگر اسمیں یہ خواہش اور یہ غرض نہیں۔ تو اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ اس مذہب کے خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتا۔ یہ تو اخلاق کا اعلیٰ مقام ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرے۔ اسے دوسروں کے لئے بھی چاہے۔ پھر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا تو یہ اعتراض کا مقام نہیں۔ بلکہ درجہ کی خوبی ہے۔ جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائیگا۔ کہ دوسرے مذاہب یہ نہیں چاہتے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اسلام کا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے افضل تھا۔ اور اس کی فوقیت قائم رہی۔ کیونکہ دوسرے مذاہب والے اس غرض کو مدنظر نہ رکھ سکے۔ یہ خیالی ہی بات نہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے افضل تھے۔ کیونکہ وہ آئے بھی ساری دنیا کے لئے تھے۔ اور ہمیشہ کے لئے تھے باقی نبی جو آیا کرتے تھے۔ وہ ایک مخصوص قوم یا ملک کے لئے آتے تھے۔ اسی وجہ سے انکی ہمت اور استعداد کا دائرہ اتنا وسیع نہیں تھا۔ جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ مگر یہاں صرف یہ سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی تھی۔ اور میں نے اصولی طور پر آپکو بتا دیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل غیر معقول ہے۔ حقیقی مذہب کی یہ پہلی خوبی اور پہلا اصول ہے کہ مذہب میں سے تنگدلی دور ہو۔ اور یہ بڑا زبردست اور عملی ثبوت ہے۔ کہ اسلام نے نہ صرف تنگدلی کو دور کیا بلکہ وسعت حوصلہ کا ثبوت اور اسکو ذاتی غرض کہنا بڑی غلطی ہے۔ ایسے معاملات میں نیت پر حملہ درست نہیں ہوتا مثلاً شادی کے متعلق کچھ رسوم ہیں۔ جنپر بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک شخص جرأت کر کے ان رسوم کو توڑ دیتا ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ اس کو مالی فائدہ ہوگا۔ لیکن کیا یہ اس کی اخلاقی جرأت نہیں؟

عیسائی۔ اگر اس کا یہ خیال ہو کہ روپیہ خرچ نہ کروں تو یہ اخلاقی جرأت نہ ہوگی۔

حضرت۔ یہ تو پھر اسکی نیت پر حملہ ہوگا۔ اور یہ مکروہ بات ہے اس کا روپیہ بچیگا۔ اور اسے خرچ نہیں کرنا پڑیگا۔ مگر یہ نتیجہ ہی اس بدرسم کو توڑنے کا نہ یہ کہ باعث ہے۔ اسمیں آپکو فرق کرنا چاہیئے کہ یہ فعل نتیجہ ہے باعث یا علت نہیں۔ اسلئے اسکو بہرحال اخلاقی جرأت ہی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور جبکہ وہ بخیل نہیں۔ اور دوسرے اعمال اسکے ایسے ہیں کہ اسکی نیت پر حملہ کرنے سے بچاتے ہیں۔

اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرو۔ وہ شخص جو بلند آواز سے کہتا ہے کہ نجات ان عقائد کے ماننے سے ہے۔ جو میں پیش کرتا ہوں۔ اور جو عیسائیوں کو کہو کر سناتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثہ۔ جو مسیح کی الوہیت کی زبردست تردید کرتا ہے۔ اور کفار کے عقیدہ کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اور اپنی قوم کو جو بت پرست تھی پکار کر کہتا ہے کہ تمہارے بت جہنم کا ایندھن ہیں پھر جب وہ اس تنگدلی کو جو دوسرے مذاہب رکھتے تھے دور کرنے کے لئے اپنی مسجد میں اس قوم کو (جسکے عقائد کی زبردست تردید انکے سامنے کر چکا ہے) عبادت کرنیکی اجازت دیتا ہے۔ تو یہ کبھی ذاتی غرض نہیں کہا جا سکتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صداقت کی یہ تو ایسی زبردست دلیل ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے معترضین کو حتے کہ میور جیسے متعصب شخص کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے۔ اگر وہ اس طرح دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے۔ تو ان کے لئے بہت ہی سہل اور آسان تھا کہ انکے بتوں کی صرف مذمت نہ کرتے تو ساری قوم ان کی حمایت کرنے اور اطاعت قبول کرنے کو تیار تھی یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کفار مکہ کے عمائد کا ایک وفد آیا۔ اور انہوں نے ہر ایک قسم کے ممکن سے ممکن لالچ پیش کئے یہاں تک کہا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں۔ مگر آپ نے صاف الفاظ میں کہدیا کہ اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں رکھ دو۔ تب بھی میں اس دعوت توحید کو نہیں چھوڑ سکتا یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک عزت حاصل ہوتی تھی۔ اور ساری قوم سے نہ صرف صلح ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی حکومت ملتی تھی۔ مگر آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس تبلیغ اور دعوت کو نہیں چھوڑا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض اور نیت کے سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ نیت ہمیشہ اعمال سے دیکھی جاتی ہے۔ ایک شخص کے ہاں آپ جاتے ہیں۔ وہ لاہور میں رہتا ہو۔ اور آپ کا دوست ہو۔ اور آپ محض اس کی ملاقات کو جائیں۔ دوسرا شخص کہدے کہ لاہور میں آئے تھے۔ اپنے کام کے لئے یہ سمجھکر کہ ہوٹل کے اخراجات سے بچ جائیں ملاقات کا بہانہ کر کے چلے آئے یا یہ کہدے کہ دراصل یہ اسوجہ سے آئے تھے کہ کوئی چیز اٹھا کر لے جائیں۔ تو آپ اس کو صریح نیت پر حملہ قرار دینگے۔ کیونکہ آپکے دوسرے اعمال سے یہ ثابت نہیں۔ پس

نیت کا فیصلہ یا اعمال سے ہوگا یا وہ شخص خود ہی ایسا ہی ایک شخص گورنمنٹ کے حکام کے پاس جا کر کہتا ہے کہ ہم تو آپکے غلام ہیں۔ لیکن اگر اس کے دشمنوں سے ملے۔ تو انہیں کہدے کہ ہم تو آپکے ساتھ ہیں باحکام کے سوا دوسروں کے پاس برائیاں کرے تو اسے یقیناً خوشامدی کہنا پڑے گا۔ (الحکم) باقیدار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۸ر جولائی ۱۹۱۸ء

مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والا کس طرح مومن رہ سکتا ہے؟

اصل الاصول مذہب حقہ کا یہ ہے۔ کہ اسمیں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور اس کی عبادت کے مستحکم قواعد اور ضوابط ہوں اور معرفت الٰہیہ کے وسائل اور ذرائع خوب بہم پہنچائے جاویں۔ اور غیر اللہ سے بکلی انحراف ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے لئے انسان اپنی خواہشات واردات اور اقوال اور افعال بالکل ترک کردے۔ اور رضاء مولیٰ اس کی غرض قصوی ہو۔ اور اپنے حرکات اور سکنات محض ابتغاء لمرضات اللہ کے قول کے ماتحت کردے۔ اور نہ قولاً اور نہ فعلاً خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پیشقدمی اور تقدم کرے۔ اپنی اہواء اور امانی سے بالکل منسلخ ہو جاوے۔ اور بالکل بموجب کا سموجہ اللہ تعالےٰ کے لئے ہو جاوے۔ یا ایھا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔

اے ایمان والو۔ اسلام میں (اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں) سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔

اسی غرض کے حصول کے لئے اللہ تعالےٰ نے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور اپنی عبادت کے طرائق بیان کرنے کی غرض کے لئے اپنی کتب نازل فرمائیں۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سعی بلیغ ہمیشہ اسی طرف صرف ہوتی رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں اور کوئی حصہ دار نہ ہو۔ اور وہ اکیلا دنیا میں پوجا جائے اور کسی شے کی پرستش نہ کی جائے۔ چنانچہ ہر نبی کی تعلیم کا بنیادی پتھر لا الہ الا اللہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اصل مقصود۔ اصل مطلوب اور معبود ہونا چاہیئے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ اور ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے تھے۔ مگر مرد جن کی طرف وحی کرتے تھے۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنی کلام دے کر اپنے بندوں میں سے جسپر چاہتا ہے۔ نازل فرماتا ہے۔ کہ ڈرا دو۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

انبیاء علیہم السلام پر ایمان کلمہ طیبہ میں داخل ہے

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہستی باری کے متعلق اوہام باطلہ اور شکوک عاطلہ کے جو غمام اور بادل بعض انسانوں کی طبائع میں ظلمان اور خلش کرتے رہتے ہیں۔ ان سے بکلی طور پر نجات صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات گرامی سے ملسکتی ہے۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے خدا تعالےٰ کے ہونے پر حق الیقین ملتا۔ اور ثلج قلب اور شرح صدر ہوتا ہے۔ پس ان محسنوں کو نہ ماننا گویا خدا تعالےٰ کے اس طریق پر اعتراض کرنا ہے جو اسنے خود اپنے ہاتھ سے اپنے اثبات کے لئے قائم فرمایا۔ اور یہ بالکل صحیح اور بجا ہے۔ کہ بغیر صادقین کی معیت کے انسانی قلب کو تسلی تشفی اور تسکین نہیں مل سکتی۔ نبی الوہیت الٰہیہ کے قیام کے زندہ نمونہ ہوتے ہیں۔ اور وہ خود اسے ہر بات میں معبود مان کر دنیا کے آگے ثابت کر دیتے ہیں کہ واقعی دنیا کا وہی حقیقی معبود ہے۔ اور اس کے سوا محض جھوٹ اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر معبودان باطلہ واقعی برحق ہوتے۔ تو وہ ان کے مشن کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیتے۔ ان انبیاء کرام کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ اپنے آپ کو بالکل ظاہر کر دیتا ہے۔ اور بڑی تجلی کے ساتھ اہل دنیا خدا تعالےٰ کا جلال ملاحظہ کرتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ پاک کو ایام اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں بڑے زبردست قوی دلائل سے اپنی ہستی اہل دنیا پر عیان کر دیتا ہے۔ اور اس سے انکار کی گنجایش بالکل باقی نہیں رہتی۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام کے وجود باجود ہی توحید الٰہی کے قیام کا باعث ہوتے ہیں۔ اور اصل توحید جسمیں کسی شک و ریا کا ذرا بھر بھی شائبہ نہیں ہوتا۔ وہی ہوتی ہے۔ جسکو انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں لاتے ہیں۔ پس بغیر انبیاء کرام کے ماننے کے توحید الٰہی حاصل ہو سکتی ہی نہیں۔ اور جو شخص انبیاء کرام کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ وہ درحقیقت توحید الٰہی سے منکر ہے۔ اور انجام کار ایسے لوگ دہریہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ تمام انبیاء کرام کا وجود دنیا میں ثابت کرنے کے لئے مبعوث ہوتے تھے انہوں نے اپنی پہلی زبردست تصنیف میں برہموؤں کے برخلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور بڑے زبردست دلائل سے الہام کی ضرورت ثابت کی ہے۔ چنانچہ آپ نے اس وقت کے برہموؤں کے لیڈر اگنی ہوتری کو مخاطب کیا ہے۔ اور فرمایا ہے ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اور آپ نے فرمایا کہ ایسے اشخاص کا انجام اخیر میں دہریت ہوتا ہے۔ سو ہم نے آپ کی یہ صداقت بچشم خود دیکھ لی۔ کہ آخر میں وہی شخص خدا کے وجود کا بالکل منکر ہو گیا۔ اور واقعی دہریہ بن گیا ؎

سو ضروری تھا کہ ہر ایک نبی لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد لوگوں کو یہ تعلیم دیتا کہ اس کے نبی کو مان لیا جاوے اسلئے ہر ایک نبی نے فرمایا۔ فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ حتی کہ بخاری شریف میں جو کہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتعلمون ما الایمان باللہ وحدہٗ کیا تم جانتے ہو۔ کہ اللہ اکیلے کے ساتھ ایمان لانے کے کیا معنے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اللہ اور رسول اس کو خوب جانتا ہے۔ فرمایا۔ اکیلے اللہ پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ شہادت دیجاوے۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ بھی شہادت دی جاوے کہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور نماز پڑھی جاوے۔ اور زکوٰۃ دیجاوے۔ اور مغنم میں سے خمس ادا کیا جاوے قربان جاؤں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ابن صیاد کے پاس تشریف لیگئے آپ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا بے شک آپ اُمیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اٰمنت باللہ ورسلہ۔ کہ میں تو اللہ پر اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لاچکا ہوں۔ سبحان اللہ۔ کیا احتیاط ہے۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ چپ رہ میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ مگر آپ نے کیا احسن بات فرمائی۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔

تمام اللہ کے رسولوں کو ماننا ضروری ہے

اب جبکہ آپ نے فرمادیا۔ کہ اللہ کے تمام رسولوں کو میں مانتا ہوں۔ تو کون ہے جو آپ سے اس بات میں اختلاف بھی رکھے۔ اور وہ آپکی اُمت میں بھی رہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور یقیناً وہی ہیں۔ جس کی پیشگوئی اور وعدہ قرآن و حدیث میں موجود ہے اگر حضرت اقدس واقع میں وہی ہیں۔ جنکو حضرت نبی کریم نے مسلم میں نبی اللہ فرمایا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب وہی مسیح موعود ہیں۔ جن کی شان میں ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ہے۔ اگر حضرت اقدس وہی ہیں۔ جنکے لئے و اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم فرمایا گیا۔ اگر آپ وہی ہیں جنکی نسبت فرمایا گیا۔ لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس۔ اگر مرزا صاحب وہی ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے نبی اللہ اور رسول اللہ اپنے مخاطبات اور الہامات میں فرمایا۔ اگر آپ وہی ہیں جن پر یہ کلام اُترا۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا" (جس کی دوسری قرأت بجائے نذیر کے نبی ہے) اگر آپ وہی مجدد ہیں۔ جن کے لئے تمام نشانات فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پورے ہو رہے ہیں۔ حتےٰ کہ شمس و قمر آپ کی تکذیب دیکھکر گہن گئے۔ اگر آپ وہی مسیح ہیں۔ جسکے لئے تمام انبیاء کرام پیشگوئی کا وعدہ فرما گئے تھے۔ اگر آپ وہی ہیں۔ جن کا مقابلہ دجال اور شیطان کے ساتھ پڑنا تھا۔ جس سے ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ تو پھر کیا آپ رسول اللہ میں شامل نہیں ہیں جبکہ آپ کی وحی متواترہ میں نبی رسول کے الفاظ موجود ہیں۔ اور جب کہ قرآن میں آپکے لئے رسول کا لفظ آیا ہے۔ اور نبی کریم نے مسلم میں آپ کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ پر ایمان لانا فرض اور ضروری نہ ہو۔ رسول کریم تو فرماویں۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔ اور آج کس کا دل و گردہ اسقدر قوی ہے۔ کہ وہ کہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ کیا وہ تمام وحی جھوٹ اور افترا ہے۔ جسمیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو رسول اور نبی کہکے پکارا ہے۔ بلکہ فرداً فرداً بہت سے انبیاء کے اسماء مبارکہ سے آپ کو نامزد کیا ہے۔ کیا عیسےٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا موسیٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا ابراہیم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا نوح کا منکر مسلمان ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر کان کھولکر سن لو۔ آپکے آنے کے پہلے بے شک لوگ معذور قرار دئے جاسکتے تھے۔ مگر اب لوگ معذور نہیں ہوسکتے آپ ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا ضروری اور واجب ہے ٭

علم الدین

(ایک احمدی خاتون کا لکھا ہوا)

علوم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دینی اور ایک دنیوی۔ اس میں شک نہیں کہ دنیاوی علوم دینی علوم کے منافی نہیں۔ بلکہ ایک طرح پر دنیاوی علوم دینی علوم کے ممد اور معاون ہیں۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی طرف سے ہی مطمئن نہیں۔ وہ دین میں کب مطمئن ہوسکتا ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن پاک میں دنیاوی علوم کے حصول کے لئے کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور خداوند کریم کا یہ کہنا کہ زمین میں جو کچھ ہے۔ تمہارے لئے کام میں لگا دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہ منشاء ہے۔ کہ ہم دنیا کی ہر ایک چیز سے جائز فائدہ اٹھائیں۔ اور اس طرح اپنی دنیاوی حالت کو بہتر بنائیں۔ چنانچہ عیسائیوں نے جو ترقی کی۔ وہ قرآن شریف کے اسی اصول پر کاربند ہو کر کی۔ انہوں نے بھی سمجھ لیا۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ وہ ہمارے لئے ہے۔ اور ہم اس سے کام لے سکتے ہیں میرا منشاء اسوقت دینی علوم کے متعلق کچھ عرض کرنے کا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دنیاوی علوم کے متعلق آپ بہتر سمجھتا ہے۔ یہاں تو صرف رفع شک کے لئے دنیاوی علوم کا ذکر کر دیا گیا۔ تاکہ دنیاوی علوم کو ناجائز نہ سمجھا جاوے ٭

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے جن و انسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی ہے۔ خدا تعالےٰ نے زمین و آسمان کی تمام اشیاء کو انسان کے لئے اور انسان کو عبادت الٰہی کے لئے پیدا کیا۔ چونکہ انسان دنیا میں نیک اعمال کرنے کے ذریعہ سے ابدی راحت اور آرام کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اسلئے تھوڑی تکلیف برداشت کر کے انسان کو ابدی راحت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان کی فطرت میں دور اندیشی کا مادہ ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے۔ کہ آخرت کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہتر بنانے کے۔ لئے دور اندیشی سے کام لے۔ پھر یہی نہیں کہ خدا تعالےٰ انسان سے متقی بننے کی شرط پر اخروی جنت کا وعدہ کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو متقی کو دنیا میں جنت عطاء فرماتا ہے۔ پس متقی انسان کی دنیا بھی اچھی گذرتی ہے ؛

جبکہ انسان عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کر سکتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا اور دین میں فلاح پاتا ہے۔ تو پھر کیوں انسان کو عبادت الٰہی نہ کرنی چاہیئے حالانکہ وہ اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسکے لئے ارادہ اور استقلال چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ دونوں باتیں انسان کو میسر آجائیں۔ تو اس کے لئے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے ؛

دینی علوم کا حاصل کرنا حسب ضرورت ضروری ہے کیونکہ جب معلوم ہو گیا۔ کہ انسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ تو پھر یہ جاننا بھی ضروری ہوا۔ کہ عبادت الٰہی اور رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے کونسے طریقہ ہیں۔ انسان کا چونکہ خود ایسے طریقہ بنانا یا معلوم کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ مثلاً ہمارا ایک بھائی ہم کو کچھ ایسے طریقہ بتا دے۔ جنپر عمل کر کے ہم اس کی رضا کو حاصل کر لیں۔ یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم خود بخود اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقہ بنائیں۔ اس طرح تو یہ بھی اغلب ہے۔ کہ ہم اس کو راضی کرنے کی بجائے ناراض ہی کریں۔ یہ تو وہ بھائی ہے جس کا بوجہ ہم سے تعلق ہونے کے ہم اسکے عادات و اخلاق کے واقف ہیں۔ اور کم و بیش اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقوں کو بھی جانتے ہیں۔ مگر ایک ایسی ہستی جو ہم سے وراء الوراء ہے۔ اور ہمارا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ ایسی ہستی یعنے خداوند کریم کی رضا کو ہم کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی رضا کے حاصل کرنے کے طریقہ ہم کو خود نہ بتائے۔ اسی لئے انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ جو خدا سے علم پاکر اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقہ ہم کو بتاتے ہیں۔ جن کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جب ہم اس کتاب یعنے قرآن کو جو سرور انبیاء پر نازل کیا گیا۔ دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ یعنے خدا تعالےٰ سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ پس صاف بات ہے۔ کہ علم دین آخرت کا ذریعہ ہے۔ اور سعادت اخروی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب تک ہم دنیا میں اپنی اصلاح نہ کریں۔ آخرت میں ہم نجات نہیں پا سکتے۔ اور ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم کو اسبات کا علم نہ ہو۔ کہ ہم اپنی اصلاح کیسے کریں۔ کیونکہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے علم درکار ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا پورے طور پر علم نہیں رکھتا۔ تو وہ اس کام میں پورے طور پر کامیابی بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لئے محمد رسول اللہ نے عالم کی بڑی تعریف کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی مجھکو فضیلت کسی ادنےٰ شخص پر۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ ہزار روزہ دار شب بیدار عابدوں کا مرجانا اس عالم کی موت سے کم ہے۔ جو اللہ کے حلال اور حرام کا ماہر ہو۔ اور یہ بھی آپ کا ہی فرمان ہے کہ عالم انبیاء کے وارث ہیں۔ اور قیامت کے دن انبیاء علماء شہدا کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ اور فضیلت علم کے متعلق کئی آیات و احادیث ہیں ؛

میں تو یہ بھی کہونگی کہ علم جان اور مال اور اولاد اور ہر ایک عزیز چیز سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر علم جان سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ یہ جان کی حفاظت کرتا ہے۔ مثلاً آگ کی خاصیت جلانا ہے جو شخص اس میں بے علمی سے ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ اپنی جان کو نقصان پہونچاتا ہے۔ ایک ایسا شخص جسکو آگ کی خاصیت کا علم ہے۔ وہ کبھی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالیگا۔ اور اس طرح اپنی جان کو حفاظت میں رکھیگا۔ تو گویا اس کی حفاظت اس کے علم نے کی اور اگر علم مال سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ انسان کو مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر مال میں علاوہ اور نقائص کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم میں یہ نقص نہیں۔ وہ خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ اب جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ علم حاصل کرنا حسب ضرورت ضروری ہے۔ تو اب میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ علم دین کیا ہے۔ اور اس کو کسطرح حاصل کرنا چاہیئے۔

علوم دین تین قسم کا ہے۔ فرض عین۔ فرض کفایہ علم کلام۔ فرض عین اس علم کو کہتے ہیں۔ جس کا حاصل کرنا ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً نماز ہے اس کا علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ پھر حج ہے۔ اس کا علم بھی انسان پر اسوقت فرض عین ہو جاتا ہے۔ جبکہ امیر حج فرض ہو جاتا ہے۔ پس سب سے پہلے ان علوم کو حاصل کرنا چاہیئے۔ جو فرض عین ہیں ؛

فرض کفایہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ بلکہ چند ایک آدمی ہوں۔ جو اس فرض کو ادا کریں۔ فرض کفایہ میں تمام مسائل فقہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً ایک مجلس میں اگر کوئی شخص آکر مجلس والوں پر سلام کہے۔ تو سب کی سب مجلس پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سلام کا جواب دے۔ اور اگر ایک آدمی سلام کا جواب دیدے۔ تو ساری مجلس کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شخص بھی جواب نہ دے۔ تو سب کی سب مجلس پر اس کا گناہ رہے گا۔ یا جس طرح ہر محلہ پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سب کے سب عالم ہوں۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اگر سارا محلہ عالم نہ ہو۔ تو ان پر کوئی گناہ نہیں گناہ اس صورت میں ہے۔ کہ انمیں سے ایک بھی عالم نہ ہو۔ اس قسم کے علم کو فرض کفایہ کہتے ہیں ؛

علم دین کا ضروری حصہ علم کلام بھی ہے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایمانی رنگ میں مان لینا کافی نہیں۔ بلکہ ضرورت اثبات کی ہے۔ کہ دلائل کے ساتھ یقین پیدا کیا جائے۔ علم کلام کا کورس نہایت اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے۔ جسمیں مخالفین اسلام کے جواب اور اسلام کی خوبیاں ہوں ؛

ان سب علوم کا علم حاصل کرنے کے لئے قرآن شریف کا بامعنی پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید بامعنی پڑھنے کے لئے اعلےٰ علم عربی کی ضرورت نہیں مطلب پورا کرنے کے لئے تھوڑا علم بھی کافی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو کہ دو گھنٹہ روز لگانے سے مہینہ یا دو مہینہ میں بخوبی آسکتا ہے۔ اسکے بعد احادیث اور تاریخ اسلام کا جاننا ایک حد تک ضروری ہے۔ اور علم کلام حاصل کرنے کے لئے موجودہ ضرورت کو تو اصدی تصانیف ہی پورے طور پر ادا کر سکتی ہیں۔ پس ان کو بغور پڑھنا چاہیئے کیونکہ جو شخص سرسری طور پر کتاب کو مطالعہ کرتا ہے وہ تو گویا اپنا قیمتی وقت ہی ضائع کرتا ہے یا کم از کم اتنا تو ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے وقت سے کافی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس کے ساتھ ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اپنے مطالعہ میں سے کام کی بات کو نوٹ کئے بغیر کبھی نہ چھوڑا جائے۔

میں ابھی تک آپ کو یہ بتایا ہے کہ علم دین حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب شاید آپ کے دل میں کم فرصتی کا شبہ گذرے۔ اسکے لئے میں بصد ادب یہ عرض کرونگی کہ کم فرصتی کا عذر پیش کرنا غلط ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جو فرصت عورتوں کو میسر ہے۔ وہ مردوں کو نہیں اگر مرد عورتوں سے زیادہ باعلم اور عقلمند ہیں۔ تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ ان کو اس کام کے لئے وقت زیادہ ملتا ہے۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو عورتوں کی نسبت اپنی فلاح و بہبودی کا زیادہ خیال ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ جس علم و عقل کے مرد مالک ہیں۔ اسی علم و عقل کی عورتیں مالک ہو سکتی ہیں۔ اور یہ کوئی خیالی بات نہیں۔ بلکہ اس کی دنیا میں سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ حتی کہ بعض عورتوں نے اپنے علم اور عقل کے ذریعہ سے وہ نام حاصل کئے ہیں۔ کہ آج ان کو بڑے بڑے دنیا کے عقلمند سجدہ کرتے ہیں۔ کم فرصتی کا عذر پیش کرنے والی ہر بہن غور کرے اور دیکھے۔ کہ اس کا کس قدر وقت امور خانہ داری میں صرف ہوتا ہے۔ اور کسقدر ضایع ہوتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ میں اپنے علم دین کے لئے اچھا خاصہ وقت نکال سکتی ہوں۔ اول تو یہ عذر سرے سے ہی غلط ہے۔ اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ عورتوں کی فرصت کم ہوتی ہے۔ تو یہ کبھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ عورتوں کو تحصیل علم دین کی ضرورت نہیں ؛

میری پیاری بہنوں! آپ کو چاہیئے۔ کہ علم دین میں بڑھ بڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ آپ نے ایک نبی کا زمانہ پایا ہے۔ اور خدا نے آپ کو اسکے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ نبی کے زمانہ میں جو روحانی انعام تھوڑی سی محنت پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان زمانہ کے بعد اسی انعام کے حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کام کے ابتدا میں دقت محسوس ہو گی۔ مگر بعد میں وہ تکلیف متبدل بہ راحت ہو جائے گی۔ اور میں تو یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ کہ اگر آپ کو علم دین حاصل کرنے کے لئے امور خانہ داری میں کوئی نقصان معلوم ہوتا ہو۔ تو اس کی بھی آپ کو پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اور علم کو جس قیمت پر وہ ملے۔ خریدنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے۔ اور وہ غلطی کھا سکتا ہے۔ مگر خدا جو عالم الغیب اور غلطی کھانے سے پاک ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ وسعت مال کسی شخص کے مکرم[1] ہونے کی دلیل نہیں۔ مکرم یعنے عزت یافتہ وہی شخص ہے جو عالم ہے۔ اور دنیاوی انعامات بھی میں عالم پر ہی کرتا ہوں۔ قرآن شریف کوئی یاوہ سرائی کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس میں اصول بیان کئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی نے اپنی دنیا کو بہتر بنانا ہو۔ تو جو اصول قرآن شریف میں دنیا کو بہتر بنانے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مضبوط پکڑے۔ اور ان اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ عالم پر دنیاوی انعامات ہوتے ہیں۔ جہاں قرآن مجید میں یہ ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ انعام کے ساتھ آزمائش کا ہونا ضروری ہے۔ پس آپ کو آزمائش سے گھبرانا نہیں چاہیئے ؛

[1] یہ طالوت کی بادشاہت سے استنباط کیا۔ اور اسی آیت سے جہاں خدا فرماتا ہے کہ خدا سے عالم لوگ ڈرتے ہیں۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں یعنے متقی وہی مکرم ہیں ؛

خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لائن شکرتم لازیدنکم۔ یعنے اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔ شکر کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا کا مغضوب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ کیونکہ وہ ناشکری زیادہ کرتی ہیں۔ اور جب ان کو خاوند کی طرف سے برائی پہونچے۔ تو کہتی ہیں کہ ہم نے تم سے کبھی بھلائی ہی نہیں دیکھی۔ جبکہ انسان کسی انسان کی ناشکری سے خدا کا گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور دنیا بھی ایسے ناشکر کو ملامت کرتی ہے۔ تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس عظیم الشان محسن یعنے خدا تعالےٰ کی ناشکری انسان کو کہاں سے کہاں تک پہونچا سکتی ہے۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ خدا کے شاکر بندے ہونے کا اپنے قول و فعل سے ثبوت دیں۔ خدا تعالےٰ کا شکر کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کر کے ان کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اسی طرح خدا تعالےٰ کے اس عظیم انسان انعام کی جو انسان اور حیوان میں تمیز کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ یعنی علم کی قدر کر کے اس کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اس کو اپنی سستی کی وجہ سے یا نکما سمجھکر بیکار نہ چھوڑ دیں۔ اگر ہم نے اس کو بیکار چھوڑ دیا۔ تو اسے زنگ لگ جائیگا جس کی وجہ سے ہم دنیا میں بھی بے وقوف کہلائینگے اور نقصان اٹھائینگے۔ اور آخرت میں بھی کفران نعمت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے مغضوب اور نقصان اٹھانے والے ٹھہرینگے۔ اسلئے علم اور عقل کا مادہ جو قدرتی طور پر انسان میں موجود ہے۔ اس کو بیدار کرنے اور اس سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ورنہ یہ اس تلوار کے مشابہ ہو جائیگا۔ جس کو نکمے پڑے رہنے کی وجہ سے زنگ کھا گیا ہو۔ میری معزز بہنو! اگر آپ اپنے علم اور عقل خداداد کو جو قدرتی طور پر آپ میں موجود ہے۔ بیدار کر کے اس سے کام لینے کی کوشش کرو گی تو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اس میں کامیاب ہو

ہو جاؤ گی - اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا - کہ آپ خدا تعالیٰ کی بھی مقرب ہو جاؤ گی - اور دنیا میں بھی آپ بڑے بڑے مدبروں اور عقلمندوں میں شمار کی جاؤ گی - کیونکہ جس شخص کا تعلق خدا سے ہو جاتا ہے - پھر خدا اس کے نام کو اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں بھی بلند کرتا ہے - مثلاً مریم صدیقہؓ جس کا باوجہ خدا سے تعلق ہونے کے ایسا نام بلند کیا گیا کہ دنیا کا اکثر حصہ اسکے نام پر جان قربان کرنے کو تیار ہے - پھر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہاجرہؓ کی طرف دیکھو جو جنگل میں بے آب و دانہ چھوڑی گئیں - مگر باوجہ اسکے کہ ان کا خدا سے تعلق تھا - خدا نے اس وادی کو جہاں وہ چھوڑی گئیں - مرجع خلایق بنا دیا - یا تو وہ وادی غیر ذی زرع تھی یا اب یہ حال ہے - کہ اس میں ہر ملک ہر طبقہ کے لوگ موجود ہیں - اس کی سوائے اسکے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے - کہ ان کا خدا سے تعلق تھا - جس کی وجہ سے خدا نے ان کو دین اور دنیا کے انعامات کا وارث کیا - عیسائی عورتوں نے بھی علم میں ترقی کی - اور ہم سے بہت بڑھ کر کی - مگر ان کی علم میں ترقی صرف دنیا کے لئے ہے - اور ان کا خدا سے درحقیقت کوئی تعلق نہیں - اس لئے ان کی ترقی بھی عارضی ہے - اور ان کا ایسا نام بلند نہیں کیا جائیگا - جیسا ان ترقی یافتہ عورتوں کا - جن کا خدا سے تعلق تھا - اگر آپ علم دین میں ترقی کرو گی - تو آپ کے لئے بڑا وسیع میدان موجود ہے - جسمیں بڑھ کر آپ اپنے نام کو دین اور دنیا میں روشن کر سکتی ہو - اور جس طرح ان عالم اور فاضل عورتوں کو جو ابو الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گذری ہیں - رضی اللہ عنہ و رضوا عنہ کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے - آپ کو بھی اسی طرح یاد کیا جائے گا - کیونکہ آپ نے بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز یعنے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کو پایا ہے - میری اس تجویز کو کامیاب اور بامراد بنانے کے لئے ایک تو میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ ارادہ اور استقلال چاہیئے - دوسری یہ کہ تضیع اوقات کو کھا جانے والی آگ سمجھ کر حتے المقدور اس سے پرہیز کی جائے - وقت کی قدر کر کے جو انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے - اس کی تازہ مثال تو آپ کے سامنے عیسائی قوم کی موجود ہے اور یہ وقت کی قدر کا ہی نتیجہ ہے - کہ ریل اور ٹیلیفون اور سینکڑوں اس قسم کی ایجادیں جن سے وقت کی بچت ہو دستی محنت میں تخفیف ہو - ایجاد کر کے آج وہ کامیابی جو وقت کی قدر کرنے سے ان کو نصیب ہوئی - اسبات پر فخر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی سلطنت میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا - پس آپ کو دین اور دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے وقت کی نہایت احتیاط سے قدر کرنی چاہیئے - اور اگر عورتوں کی مجلس میں بھی بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر وہاں بھی اپنے تجربات اور مشاہدات کو ایک دوسری کے سامنے پیش کر کے اپنے علم اور عمل کے متعلق تجاویز سوچی جائیں - اور جو بری باتیں عورتوں کی مجلس میں عام طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے - مثلاً ہنسی مخول جو کہ انسانی طاقت کا ایسا برا استعمال ہے - جس سے عقلمند انسان بے وقوف کہلاتا - اور معزز انسان ذلیل ہو جاتا ہے - چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے - کہ تمسخر کرنا جاہلوں کا کام ہے - کیونکہ جب کوئی معزز یا عقلمند انسان سے مخول کرے گا - تو وہ معزز جس سے مخول کیا گیا - اگر اپنی ناراضگی کا اظہار نہیں کرے گا - تو اپنے دل میں ضرور مخول کرنے والے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا - اور اگر معزز اور عقلمند انسان کسی ایسے شخص سے مخول کرے گا - جو بلحاظ عزت اور بلحاظ عقلمندی اسکے برابر نہیں - بلکہ کمتر ہے - تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا - کہ وہ ادنےٰ جس سے مخول کیا گیا - مخول کرنے والے پر خواہ وہ اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو - دلیر ہو جائے گا - اور اسی طرح مخول کرنے والا ادنےٰ شخص کی نظر سے بھی گر کر اپنے آپ کو ذلیل بنا لیگا - اور اسکے علاوہ اپنی زبان کسی طرح بھی بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیئے - اور ایسی بات جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور جس سے کسی کی دل آزاری کا خطرہ ہو - ہرگز ہرگز منہ سے نکالنی نہیں چاہیئے اور اگر کوئی بات کی جائے - تو اسکو ایسے ڈھنگ سے کیا جائے - کہ اسکو طے کرنے میں جتنا وقت درکار ہو - اس سے زیادہ نہ لگے - غرضیکہ اپنی حرکات و سکنات میں اپنی بہتری اور تضیع اوقات سے بچنے کا ازبس خیال رکھنا چاہیئے - اس کے علاوہ ایک اور بات ہے - جسپر اگر عمل کیا جائے - تو نہایت مفید اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے - وہ یہ کہ ٹائم ٹیبل ایک کاغذ پر بنا لیا جائے - یعنے اپنے وقت کا حساب اور دن کا آدھا یا دوسرا تیسرا حصہ جتنا آپ کو منظور ہو - علم دین کے لئے الگ کر کے جو کام تحصیل علم کے لئے اس مقررکردہ وقت میں کرنا ہو اس کو ترتیب وار لکھا جائے - مثلاً کسی نے تحصیل علم دین کے لئے دین چار گھنٹے مقرر کئے ہیں - تو اس کو لکھ لینا چاہیئے - کہ مینے آدھ گھنٹہ فلاں کام ایک گھنٹہ فلاں کام کرنا ہے - اور پھر کام کرتے وقت اپنے ٹائم ٹیبل کا ازبس خیال رکھنا چاہیئے - اور کسی کام کے لئے جتنا وقت مقرر ہے - اس کو مقررکردہ وقت میں ختم کر دینا چاہیئے ٭

ایک اور بات ہے - جو بظاہر ذرا مشکل سی معلوم ہوتی ہے - اور وہ دو چار بہنوں کا کام نہیں - بلکہ اس کام پر سب بہنوں کو پورے جوش اور کوشش اور ہمت سے کام لینا پڑے گا - وہ یہ کہ سب بہنیں باقاعدہ طور پر اپنی ایک انجمن بنائیں - جسمیں اگر ہو سکے - تو ہفتہ وار یا پندرہ دن یا مہینہ کے بعد سب کی سب ایک جگہ جمع ہو کر اپنے تعارف اور تمدن کی ضروریات کو بھی پورا کریں - اور اپنے علم دین کے متعلق تجاویز کر کے ان پر عمل کریں - اور انمیں سے جسکو سکرٹری تجویز کیا جائے یا جس بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے - اس کو چاہیئے کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کو حصہ رسد کسی نہ کسی مضمون پر تقریر کرنے کے لئے کہا جائے اور اس تقریر کو سب بہنیں غور سے سنکر اگر اسپر کوئی جرح واقع ہوتی ہو - تو اس کو صاف کر لیں - ایسا کرنے سے آپ کو بہت فائدے حاصل ہونگے - والسلام

الراقمہ خاکسار آپکی خیر خواہ

نذیر بیگم اہلیہ ڈاکٹر فضل محمد خان

شملہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظم

ازمیاں نظام الدین صاحب جہلمی مہاجر قادیان

میرے محمود احمدؐ پر خدا کی مہربانی ہے
یہ اس کا یار جانی ہے وہ اس کا یار جانی ہے
چڑھا سورج ہدایت کا منور کر دیا عالم
مبارک طالبو تم کو کہ دقت کامرانی ہے
جو اس کے ہاتھ پر تائب ہوئی اپنی گناہوں سے
نجات اخروی آخر انہیں نے حق سے پانی ہے
تعلق غیر سے توڑ و اسی سے رشتہ تم جوڑو
اسی کی اب غلامی میں حیات جاودانی ہے
جو اس کے در کے خادم ہیں وہی سچے مسلمان ہیں
نہ پہچانا مگر تم نے یہ کیسی بدگمانی ہے
ارے لوگو کرو قدر اس خدا کی پاک نعمت کا
تمہارے حال پر اس کی یہ کیسی مہربانی ہے
وہی قومیں ہمیشہ کامراں ہوتی ہیں دنیا میں
جنھوں نے متقی بنکر نبی کی بات مانی ہے
کلام پاک میں قصہ پڑھو موسیٰ کی اُمت کا
کہ اک انکار کے بدلے میں کیا کیا خاک چھانی ہے

مسیح ناصری تو مر چکا مدت ہوئی لوگو
اب اس کی راہ کو تکنا جہالت کی نشانی ہے
جو آنا تھا کبھی کا آچکا آنکھیں ذرہ کھولو
شہادت دے رہا اس کی عذاب آسمانی ہے
یہ دیکھو سونا موتی لگ رہی ہے ساری دُنیا
یہی آخر زمانے میں قیامت کی نشانی ہے
اُٹھو جلدی کہ اب بھی وقت ہے دارالاماں پہنچو
جہاں پر بٹ رہی دنیا و دولت آسمانی ہے

نظام الدین سے پیر ہدیٰ نے خوب فرمایا
کرو اصلاح جلد اپنی کہ دو دن زندگانی ہے

چھوڑ دو

مجلس اخبار میں اب آنا جانا چھوڑ دو
باغیانِ حق سے تم ملنا ملانا چھوڑ دو
چند روزہ ہے یہ دنیا میہماں بن کے رہو
اس کی ہر اک چیز پر تم دل لگانا چھوڑ دو
وعظ و پند ناصحانہ تو رسولوں کا ہے کام
آڑ میں دین کی مگر دنیا کمانا چھوڑ دو
احمدیت میں اگر غیروں کو لا سکتے نہیں
احمدیت مانتوں کو ورغلانا چھوڑ دو
اے امیرِ قوم اپنی قوم کو سکھلا ادب
بے ادب گستاخ اور معتدی بنانا چھوڑ دو
لگ گئے ہو کس نکمے کام میں پچھتاؤ گے
شورِ مصنوعی امارت پر مچانا چھوڑ دو
باادب ہے بانصیب اور بے ادب ہے بے نصیب
شوخیاں گستاخیاں کو ناکرانا چھوڑ دو
میرا کہنا سن رکھو آخر گروگے منہ کے بل
پہلوانِ حق سے تم ٹکر لگانا چھوڑ دو
سچی سچی بات کہنے میں نہیں ہوتا غلو
قادیاں والوں پہ یہ تہمت لگانا چھوڑ دو
جانچو تم محمود کو تحریر سے تقریر سے
کام دیکھو بدگماں کرنا کرانا چھوڑ دو
کہتے ہو نگے خوب ہی بیعت کی شرطوں پر چلے
ان نے اوپر غیر لوگوں کو ہنسانا چھوڑ دو
منحصر ہے جب کہ سب کچھ اسکے فضلوں پر گلاب
اپنی تجویزوں سے کچھ بننا بنانا چھوڑ دو

خاکسار گلاب الدین احمدی رہتاسی

احبابِ فاروق کی توسیع اشاعت کے لئے زور لگائیں۔ اور اجر پائیں۔

خزینہ فضل اکسیر بین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرۃ حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی دنیا سفارفت دیکر دار البقاء لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے ترپاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور ترپاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھاویں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے۔ ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے

المشتہر
نظام جان و عبدالرحمن کاغانی قادیان (گورداسپور)

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پبلشر نے شایع کیا)